International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

پاکستان کے نقشبندی صوفیہ کے ملفوظاتی ادب میں اصلاح سماج (اختصاصی مطالعہ)

Reforming Society In Discourses Of Naqshbandi Sofia Of Pakistan (Special Study)

1. **Farhana Naz,**
Ph.D. Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies
University of Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: faaali671@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-9510-3085

2. **Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi,**
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies
University of Faisalabad, Punjab, Pakistan
Email: Muhammad.ramzan@tuf.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7479-5801

To cite this article: Farhana Naz and Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi. 2022. "پاکستان کے نقشبندی صوفیہ کے ملفوظاتی ادب میں اصلاح سماج (اختصاصی مطالعہ): Reforming Society In Discourses Of Naqshbandi Sofia Of Pakistan (Special Study)". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 154-167.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 154-167
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-12/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u12
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	10 June 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

After the messengers and Prophets, the preaching of Islam is the responsibility of scholars and Sufis. Sufis organized many religious conferences for people's purification, During these religious concerts people from the audience had noted down every single piece of advice said by Sufis. Afterward, some of these sufi's edicts have been saved in a bookish form which is now known and saved as malfuzati Adab (Discourses). Sufis of Silsla Naqshbandiyyah had done great work not only in educational reforms for the betterment of inner and outer selves of people but also played role in the social welfare of the public. If we study their edicts according to the subjective categories then it can be clearly seen that their edicts contain and emphasize religious orders, worshiping and social reforms. By

condemning the scurvy and immoral conduct of people Sufis advised people to do positive and constructive deeds in society to resolve the social issues in society. There is a number of discourses related to spirituality and method hood but in this article, only discourses of famous Naqshbandi Sufis related to sociology have been discussed.

Keywords: Edicts, Naqshbandiyyah, Sufis, Society, guidance, welfare, Reform

1 تعارفِ موضوع:

ملفوظ کی جمع ملفوظات ہے اور اس کے معنی ہیں زبان سے نکلا ہوا کلمہ یا کلام۔ بزرگان دین کی ذواتِ عالیہ کی طرح ان کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ بھی قیمتی شہ پاروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے اقوال زریں جو خود ان کے روحانی سفر اور تجربات کا نتیجہ ہیں ۔ گمراہی میں مبتلا لوگوں کی راہ نمائی کے لیے مرشد کا کام کرتے ہیں اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لاتے ہیں۔ بزرگان دین اپنی مجالس اور محافل میں جب کلام کرتے تو عقیدت مند اور مریدین ان کے پر تاثیر ملفوظات کو اپنی یادداشت کے لیے محفوظ کر لیتے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے بزرگوں کے ملفوظات کو کتابی شکل میں یکجا کر لیا گیا تا کہ بعد کے لوگ بھی ان سے مستفید ہو کر اپنی اصلاح کر سکیں۔ ذیل میں ملفوظ کی مکمل تعریف اور بطور امثلہ چند بزرگان سلسلہ نقشبندیہ کے ملفوظات لکھے جاتے ہیں جن کا تعلق اصلاح سماج سے ہے۔

لغوی معنی:

ملفوظات ملفوظ کی جمع ہے۔ جس کا لغوی معنی ہے مونہہ سے پھینکی ہوئی کوئی بھی چیز لیکن اصطلاح میں اس سے مراد وہ کلمات ہوتے ہیں جو انسان اپنے مونہہ سے ادا کرتا ہے یا کر سکتا ہے۔

اصطلاحی تعریف:

طریقت میں ملفوظات کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

"ملفوظات ان ارشادات کا مجموعہ ہوتے ہیں جو صوفی بزرگ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی ترغیب دلاتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں اور مریدین میں بیان کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ ان میں سننے والوں کی استعداد، امراض قلبیہ کے دفعیہ اور ان کی روحانی ترقی کا لحاظ مدِ نظر ہوتا ہے۔ اس میں اولیاءاللہ کا تذکرہ بھی آجاتا ہے جس سے تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔ ملفوظات کو اشارات و ارشادات اور قوال و فوائد بھی کہا جاتا ہے اور ان کی کتابوں کو کتب اہل سلوک اور کتب نتائج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"(1)

لوگوں کے اخلاق، کردار اور روحانی ترقی کے لیے بزرگانِ دین کے بولے جانے والے ارشادات ملفوظات کہلاتے ہیں۔ جو باطنی و سماجی اصلاح کے لیے بہت فائدہ مند ہیں۔ ملفوظات سب بزرگوں کے موجود ہیں جو تمام شعبہ ہائے زندگی خصوصاً روحانیات اور طریقت سے متعلق ہیں۔ لیکن اصلاح سماج چونکہ طریقت کا ایک اہم باب ہے اس لیے اس کے متعلق بھی مختلف بزرگوں کے ملفوظات و فرمودات ہیں۔

---

[1]- Ikhlaq Hussain,dehalvi, aaina malfoozat, kutub khanah anjuman taraqqi urdu,Dehli,1983,P.28

2 ضرورت واہمیت:

رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صوفیہ کرام اشاعت دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ظاہری وباطنی اصلاح کے لیے بھی کوشاں رہے اور اپنے قول و فعل کے ذریعے اچھائی کو فروغ دیتے رہے۔ دیگر سلاسل کے صوفیہ کی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیہ کے ملفوظات میں ان تمام باتوں کا درس دیا گیا ہے جن کو اختیار کرنے سے عبادات و معاملات درست طریقے سے انجام دیے جاسکتے ہیں اور سماج میں پیدا ہونے والے مفاسد کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں صرف سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگوں کے ملفوظات لکھے جائیں گے جن کا تعلق سماجیات سے ہے۔

- **شادی و نکاح کی غیر شرعی رسوم:**

شادی بیاہ کے موقع پر فضول خرچی سے گریز کرنے کے بارے میں حضرت خواجہ عثمان دامانی فرماتے ہیں:

" لوگوں کی (غلط) رسموں اور ان کے رواج کے مطابق شادی پر (فضول) خرچ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔" (2)

اسی طرح شادی و نکاح کے موقع پر غلط رسوم کی تردید کرتے ہوئے حضرت پیر بارویؒ فرماتے ہیں:

" جو لوگ شریعت کی حدیں توڑتے ہیں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوتے ہیں۔(شادی کے موقع پر) باجا بجانا، ناچ گانا، بری و ناجائز رسمیں ہیں شادی کے بعد صرف دعوت ولیمہ حسب استطاعت سنت ہے لوگوں کو سنت رسول پر عمل کرنے سے ناک کی فکر لگ جاتی ہے۔" (3)

معاشرے میں لوگوں نے شادی بیاہ کی تقریبات میں بہت سی غلط اور خود ساختہ رسموں کو رائج کر لیا ہے اور ان رسموں کو پورا کرنے کے لیے دولت کا غلط اور بے جا استعمال کیا جاتا ہے۔ نکاح سنت ہے لیکن اس کی ادائیگی میں محض نمود و نمائش کے لیے اور لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی ان تقریبات پر لگا دیتے ہیں اور بعض اوقات مقروض ہو جاتے ہیں اور سماج کے اس رویہ سے غرباء کے دلوں میں حسد اور احساس کمتری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے لوگوں کی سوچ اور رویوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور غریب طبقہ میں بہت ساری تعداد میں بیٹیاں صرف اس وجہ سے بھی اس رشتہ سے منسلک نہیں ہو سکتیں کہ جن کے پاس معاشرے کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ صوفیہ کرام شریعت کے مطابق اس رسم کی ادائیگی کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ معاشرتی طبقاتی تقسیم نہ ہو تاکہ نکاح جیسی سنت کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اگر ایسے مواقع پر غیر شرعی حرکات سے اجتناب نہ کیا جائے تو بہت سی معاشی برائیاں قرض وغیرہ کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

- **رزق حلال کی ترغیب:**

رزق حلال سماج کا ایک اہم پہلو ہے لہٰذا اس کی ترغیب بہت سے صوفیہ کے ملفوظات سے ملتی ہے۔ حضرت خواجہ عثمان دامانی فرماتے ہیں:

"عیالدار آدمی سے توکل اور قناعت کرنا بڑا مشکل ہے۔ اگر وہ نفس پر قدرت کر کے توکل اختیار کرتے ہے تو بیوی بچے متوکل نہیں ہوتے ضرور فساد برپا کرتے ہیں، لہٰذا چاہیئے کہ حلال کھانے کا کوئی کسب یا ہنر اختیار کرے جو انبیاء عظام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔" (4)

---

[2] . Usmaan Damani, Khwaja, Fawaid-e-Usmaniya, matba siddiqia, multan, P.74
[3] . Muhammad hassan, barvi, Fuzat-e- barvia, maktaba Barvia, laiya, 2000, P.276

اسی طرح کسب حلال کی اہمیت کے پیش نظر حضرت خواجہ محمد صادقؒ نصیحت فرماتے ہیں:

"خوفِ خدا کے بغیر زندگی حیوانوں کی سی ہے۔ رزق حلال کی کوشش کرنی چاہیے۔"(5)

رزق حلال کے لیے محنت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے سید جماعت علی شاہ لاثانی فرماتے ہیں:

"رزق حلال تلاش کرنا، محنت سے کنارہ کش نہ ہو جانا اور حق گوئی اپنا شعار رکھنا۔"(6)

موجودہ دور میں سماج کے دولت مند افراد توکل اور قناعت (یعنی جتنا پاس ہے اس پر راضی اور خوش رہنے) جیسی صفات سے محروم ہیں اگر ایسے لوگ اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہوئے جو ہے جتنا ہے پر راضی رہتے ہوئے اللہ کی ذات پر توکل کر بھی لیتے ہیں تو ان کے اہل خانہ کی بڑھتی ہوئی بے جا ضروریات کا مطالبہ انہیں کسب معاش کے لیے غلط ذرائع اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے اور مال و دولت اکٹھا کرنے کی حرص و ہوس دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس سے سماج میں خرابی اور بے راہ روی پیدا ہوتی ہے۔ رزق حلال کے لیے محنت کشی بھی عبادت کا درجہ رکھتی ہے جبکہ محنت سے جی چرانا یا حرام طریقے سے کمانا سماج کی تباہی کا باعث ہے۔

بزرگان دین اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ روزی کمانے کے لیے جائز ذرائع اختیار کرنے چاہیے اور خرچ کرتے ہوئے بھی حلال و حرام کی تمیز کرنی چاہیے اور توکل، قناعت و سادگی جیسی صفات کو اپنانا چاہیے۔

- **حسن ظن:**

حضرت خواجہ نور محمد چوراہی کے ملفوظات میں بہت گہرائی ہے۔ دوسرے کے بارے میں نیک گمان رکھنے اور عیوب کی پردہ پوشی کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں:

i. "لوگوں کے عیبوں کو اچھی باتوں کی طرف پھیرو اور اپنی اچھی باتوں کو عیب کی طرف پھیرو یعنی دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے عیبوں کو دیکھو۔"

ii. "میرے نزدیک ہر شخص نیک ہے۔"(7)

ہر انسان کے اندر کوئی نہ کوئی برائی ہوتی ہے اور دوسروں کی برائی کو دیکھ کر ان کی تشہیر کرنے کی بجائے اکیلے میں اس برائی کی طرف توجہ دلا کر ان کی اصلاح ضروری ہے۔ بزرگان دین کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ دوسروں کے عیوب کی ٹوہ لگانے کی بجائے اپنے عیوب پر نظر ڈالنے کا حکم دیتے رہے اور اپنی غلطیوں پر نظر کرتے ہوئے اپنا محاسبہ کرنے کی ترغیب دیتے رہے۔ دوسروں کے عیب اور خامیوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے سے برائی پھیلتی ہے اور لوگوں میں برائی کرنے کی مزید جرات پیدا ہوتی ہے جس سے سماج میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو شخص اپنے عیوب اور کمزوریوں پر نظر رکھے اسے دوسروں میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اسے اپنی ذات کی اصلاح سے ہی فرصت نہیں ہوتی تو دوسروں کے عیوب دیکھنے کی فرصت کیسے ہو گی۔ اس لیے حضرت خواجہ چوراہی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک ہر شخص مجھ سے بہتر اور نیک ہے۔

---

4 . Usmaan Damani, Khwaja, Fawaid-e-Usmaniya,P.25
5 .Muhammad Aleem ud deen,Armghan tareqat, khanqah Fatiha Gulhaar, kotli, Azad Kashmir, 2011 ,P.69
6 . Muhammad Hussain Asee, Anwaar-e-lasani, silver classic printer, Lahore , 2021,P.241
7 . Syed Noor Muhammad Churahi, Marasla, 26/6/2021, P.18

- **صبر کی تلقین:**

صبر کے متعلق بھی صوفیہ کرام کے ملفوظات ملتے ہیں۔ خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں:

"اگر کوئی ملامت کرے تو برداشت کرو تاکہ تمہارا مقام مزید بلند و بالا ہو جائے۔"(8)

حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی کے صبر کے بارے میں ملفوظات ہیں:

i. "بندے کو چاہیئے کہ اس پاک ذات کے احکام کی اطاعت کرے اور اس اطاعت گزینی کو اس کی رضا کا ذریعہ بنائے، عجز و انکساری کو اپنی زندگی کا شعار بنائے، ہر آن اس کے احکام پیش نظر رکھے، مشکلات و مصائب پر شکایت نہ کرے، صبر سے کام لے، صبر سے کام لینے والے ہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت، مدد اور نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔"

ii. "صبر و شکر کو اپنا شعار بنائیں۔"(9)

دوسروں کے ظلم و ستم برداشت کرنا اور اپنی ذات پر ہونے والی طعن و ملامت پر صبر و تحمل سے کام لینا ایسی خوبی ہے جس کی بنا پر انسان اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ(10)

"بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔"

بے صبری اور عدم برداشت کا عیب ہر دور میں ایک بڑے انسانی طبقے میں پایا جاتا ہے۔ جو سماج میں فساد کا باعث بنتا ہے۔ بزرگان دین عجز و انکساری اختیار کرنے اور دوسروں کی طرف سے کی جانے والی ملامت اور طعن زنی کو برداشت کرکے اجر و ثواب کے حصول کی تلقین کرتے ہیں۔ کیونکہ برائی کا جواب برائی سے نہ دینا ایک ایسا عمل ہے جس سے معاشرے سے منافرت، افتراق اور لڑائی جھگڑے کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح انسان معاشرے میں بلند مقام حاصل کر سکتا ہے۔

- **غیبت سے بچنے کی ترغیب:**

غیبت سے بچنے کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصوم کا ملفوظ ہے:

"کسی کی غیبت مت کرو کسی کو برا مت کہو بس! یادِ الٰہی میں مست رہو۔"(11)

غیبت ایک ایسی سماجی اور اخلاقی برائی ہے جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد مبتلا ہے۔ غیبت کرنے والے لوگ کسی شخص کے اندر پائی جانے والی برائی کا تذکرہ اس کی عدم موجودگی میں دوسروں کے سامنے کرتے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس طرح کی تمام اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی مذمت کرتا ہے جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہو۔ غیبت کرنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

8 . Muhammad Owais Masoomi, Qayyum-e-Zaman , Talaash Haq Foundation, Karachi , 2016, P.266
9 . Muhammad Alee mud Deen , Noor Khanqah Hadaayat, Sultania Publications, Jehlum, 2012 , P.42
10 . Zumar 39 : 10
11 . Muhammad Owais Masoomi, Qayyum-e-Zaman ,P.206

لما عرج بی مررت بقوم لهم اظفار من نحاس یخمشون وجوههم وصدورهم فقلت: من هولاء یا جبریل؟ قال: هولاء الذین یاکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضهم (12)

"جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے میں نے پوچھا۔ جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی بے عزتی کرتے تھے۔"

اس سزا سے بچنے کے لیے دوسروں کو برا بھلا کہنے اور ان کی غیبت کرنے کی بجائے خود کی اصلاح پر بزرگان دین زور دیتے ہیں اور دوسروں کی غیبت میں وقت ضائع کرنے کی بجائے وہی وقت ذکر الٰہی میں گزارنے کا حکم دیتے ہیں۔

- **والدین کی خدمت:**

والدین کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق صوفیہ کرام کے ملفوظات موجود ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی والدین کی خدمت کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

i. والدین اگر وفات پا چکے ہوں تو ان کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ و خیرات اور نیک اعمال کرتے رہیں۔ انہوں نے بڑی مشکل سے تمہاری پرورش کی ہے۔ دعا کے وقت بھی ان کو یاد رکھا کریں۔

ii. والدین کی خوب خدمت کرو۔ والدین اولاد کو دعائیں دیتے رہتے ہیں مگر اولاد کو مزید دعائیں حاصل کرنے کے ڈھنگ اختیار کرنے چاہیئے۔ ان کی خدمت کریں ان کو دبائیں ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں تا کہ وہ مزید دعائیں دیں۔ (13)

اسی طرح والدین سے محبت اور ان کی خدمت پر زور دیتے ہوئے سید جماعت علی شاہ (امیر ملت) فرماتے ہیں:

"" دنیا میں کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنے سے بہتر حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا سوائے ماں باپ کے۔ لہٰذا والدین کا حق بھی اولاد کو اسی طرح ادا کرنا چاہیئے۔ ماں باپ حقیقی رب ہیں اور اللہ تعالیٰ مجازی رب۔ خالق تو رب ہے مگر پیدا کرنے کا ذریعہ ماں باپ ہیں۔ کروڑ روپے خرچ کرو مگر ماں نہیں مل سکتی۔ عورت بہت مل جاتی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں۔" (14)

معاشرے اور سماج کی بنیاد میاں بیوی ہیں جو توالد و تناسل کا ذریعہ ہیں۔ اصلاح سماج کا انحصار ان کے حقوق کی ادائیگی پر ہے۔ والدین اپنی اولاد سے بے لوث محبت کرتے ہیں اور ان کی خوشی کے لیے خود کو پریشانی میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے اس لیے اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کی فرمانبرداری اور خدمت کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں ذرہ برابر بھی کوتاہی نہ کرے۔ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی خوبی اور خاندانی تقاضا بھی ہے۔ والدین کی نافرمانی اور اس سے بد سلوکی کے باعث معاشرے میں انتشار کی فضا پیدا ہوتی ہے کیونکہ والدین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی خدمت پر سماج کی بہتری کا مدار ہے۔

12 . Abu Dawod, Sulaiman Bin Ashass, Sunan Abbu Dawod, Kitaab Aladb, Baab Fil Ghibat, Raqam Al-Hadith 4878, Darussalam, Riaz , 1420 H

13 . Muhammad Aleem ud Deen , Assaar-e-Ikhlaq, Khanqah Sultania, Jehlum, P.125

14 . Muhammad Sadiq Hussain , Jamati, Malfoozat Ameer Millat, Anjuman Khudam alsofia, Dskah, P.139

- **رازداری کا اہتمام:**

رازداری ایک اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے اور افشاء راز بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس کے خاتمہ کے لیے حضرت محمد صادق صدیقی کا ملفوظ ہے:

"دو کام نہیں کرنے چاہیئے کسی کا خط اس کی اجازت کے بغیر نہ کھولنا چاہیے اور نہ ہی پڑھنا چاہیے۔ کسی جگہ دو آدمی باتیں کر رہے ہوں وہاں کان نہیں لگانے چاہیئں"(15)

اسلام میں تجسس سے منع کیا گیا ہے اس لیے معاشرتی معاملات کو درست رکھنے کے لیے کسی کے ذاتی معاملات کی ٹوہ میں لگنا منع ہے۔ بغیر کسی کی اجازت کے اس کی ذاتی چیزیں استعمال کرنا حتی کہ کسی کا خط پڑھنا بھی عادت بد ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَّلَا تَجَسَّسُوْا(16)

"اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو۔"

سوشل میڈیا کے دور میں موبائل فون یا کمپیوٹر پر کسی کا میسج یا ای میل پڑھنا بھی اس میں شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح دو لوگ اگر آپس میں گفتگو کر رہے ہوں تو کان لگا کر ان کی باتیں سننا بھی جاسوسی ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے ان باتوں سے اجتناب نہ کرنے کی صورت میں باہمی تعلقات میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور سماج میں کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ان برائیوں سے سماج کو بچانے کے لیے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ جن پر عمل نہ کرنے سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

- **میاں بیوی کے حقوق کی ادائیگی:**

میاں بیوی سے ہی سماج کی اساس ہے اور انسانی معاشرہ حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے جو باہمی میاں بیوی کا رشتہ رکھتے ہیں۔ میاں بیوی کے رشتے کے بغیر سماج کا تصور نہیں ہو سکتا اس لیے ان کے مابین اصلاح معاملات اصلاح سماج کی بنیاد ہے چنانچہ حضرت خواجہ صادق صدیقی فرماتے ہیں:

"میاں بیوی ایک خاندان کی بنیادی اکائیاں ہوتی ہیں، ان دونوں کے درمیان صلح و آتشی خاندانی امن و سکون کے لیے ضروری ہے اور یہ صلح و آتشی صرف اس صورت میں باقی رہ سکتی ہے جب کہ طرفین ایک دوسرے کے حقوق خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہیں، کسی ایک طرف سے کوتاہی پورے خاندان کے امن و چین کو تہہ و بالا کر سکتی ہے۔" (17)

ایک خوشحال سماج کی بنیاد مضبوط خاندانی نظام اور عائلی زندگی پر مشتمل ہے۔ اسلام نے میاں بیوی کے حقوق وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ شوہر کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے کر کچھ فرائض کا پابند کیا ہے تو عورت کے ذمے بھی کچھ ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں۔ اگر دونوں اپنی ذمہ داریاں اچھے طریقے سے انجام دیں تو گھر، خاندان اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ حقوق و فرائض کی ادائیگی میں پیچیدگیاں بہت سے مسائل کو جنم دیتی ہیں۔ جس سے نوبت بعض اوقات طلاق اور خلع تک پہنچ جاتی ہے۔ طلاق معاشرتی برائیوں میں سرفہرست ہے۔

15 - Muhammad Aleem ud Deen, Assaar Ikhlaq, P.125
16 . Hujrat49 : 12
17 . Muhammad Aleem ud Deen, Assaar Ikhlaq, P.125

میاں بیوی کا اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کسی بھی قسم کی کوتاہی سے دریغ کرنا سماج کے بہترین مفاد میں سے ہے۔

- **بے ادبی اور بے لحاظی سے ممانعت:**

لحاظ، شرم، رکھ رکھاؤ اور رشتوں کی پاسداری معاشرے کا حسن ہے اس کے بغیر انسانی معاشرہ جانوروں کا سا نقشہ پیش کرتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت خواجہ صادق کہتے ہیں۔

i. اس دور میں بے حیائی اور بے لحاظی اپنے عروج پر ہے۔ کوئی کسی کی قدر نہیں کرتا۔ اسلاف، صالحین اور آج کے لوگوں کے خیالات میں بعد المشرقین ہے۔ لوگ اپنے بڑے بڑے محسنوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اس حالت پر بے حد افسوس ہے۔

ii. ہمارے سلوک کی بنیاد ہی ادب و احترام پر ہے۔ امن و آشتی ہمارا مسلک ہے۔ ہماری تعلیم نیکی اور باہمی رواداری کی تعلیم ہے۔ ہم ہر قسم کی قیل و قال اور جدل سے گریز کرتے ہیں۔ (18)

موجودہ معاشرے میں حیا کا فقدان ہے جبکہ بے ادبی اور بے لحاظی عام ہے۔ لوگ بڑوں کا احترام نہیں کرتے نہ ہی ان کے پند و نصائح پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح بزرگوں کی راہ نمائی اور سرپرستی سے محروم رہ کر بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک معروف حدیث ہے:

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم توقر کبیرنا(19)

"جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔"

بے لحاظی کا شکار ہو کر پورا معاشرہ اور سماج عجیب کشمکش کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین لحاظ، مروت، احترام اور رشتوں کی پاسداری کا حکم دیتے ہیں۔

- **مغربی تہذیب کے اثرات سے اجتناب:**

حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی کے مریدین کی ایک خاصی تعداد بیرون ممالک میں مقیم ہے۔ اس لیے آپ ان کے رویوں کی اصلاح اور ان کے منفی رویوں سے بچنے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں:

" ماحول میں بے راہ روی کا ایک سبب وہ لوگ بھی ہیں جو مغربی ممالک میں بسلسلہ روزگار گئے ہوئے ہیں وہ وہاں کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کی بدولت مغربی اثرات کا نفوذ یہاں بھی پایا جاتا ہے۔" (20)

روزگار کے سلسلے میں لوگ مغربی ممالک کا رخ کرتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مغربی ممالک میں جا کر یہ لوگ وہاں پائی جانے والی برائیوں میں مبتلا ہو کر انہیں واپس اپنے وطن آ کر فروغ دینے کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلامی تہذیب و ثقافت کے لیے خطرہ ہیں۔ اس لیے اگر ان کی اصلاح پر غور نہ کیا جائے تو یہ مشرقی اور اسلامی روایات و رسومات معدوم ہو کر مغربی ممالک جیسے حالات پیدا ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔ جس کی نشاندہی موصوف نے کی ہے۔

---

[18] . Muhammad Aleem ud Deen, Armghan Tareqat, P.68

[19] . Abbu Eesa, Muhammad Eesa, Tirmizi, Jame Tirmizi, Abwab albir wasila. .., Baab Maja Fi Rehmaalsiban, Raqam Al-Hadith : 1919, Darussalam Riaz , 1420 H

[20] . Muhammad Aleem ud Deen, Armghan Tareqat, P.72

- **حقوق ہمسائیگی:**

اسلام میں حقوق ہمسائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے اس اہمیت کے پیش نظر صوفیہ کرام بھی ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت میاں شیر ربانی کا ملفوظ ہے:

" ہمسائیوں کے حقوق کی نگہداشت رکھو جس شخص سے اس کا ہمسایہ ناراض ہو اس سے اللہ اور رسول ناراض ہیں۔" (21)

حقوق العباد میں والدین، بہن، بھائی اور رشتہ داروں کے علاوہ ہمسائے کے حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ مختلف قرآنی آیات و احادیث میں ان سے حسن سلوک کرنے کی تعلیمات ملتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذجارہ (22)

"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو ایذا نہ دے۔"

ہمسائیگی اگر خونی رشتہ کی ہو تو اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کے معاملات میں ہمسائیوں کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ خوشی غمی کسی مصیبت یا آفت کے وقت ہمسائے سب سے پہلے شریک ہوتے ہیں اور رنج و غم کا مداوا کرتے ہیں۔ حضرت شیر ربانی بھی معاشرے میں باہمی اشتراک اور تعاون قائم کرنے کے لیے ہمسائیوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ اس سے روگردانی اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے اور اس طرح آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں جس سے سماج میں خرابی جنم لیتی ہے۔

- **مویشیوں سے حسن سلوک:**

اسلامی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق مکمل راہ نمائی مہیا کرتی ہیں یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق کی ادائیگی اور ان سے حسن سلوک کی بھی تاکید ملتی ہے۔ صوفیہ کرام بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں لوگوں کو جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دلاتے رہے ہیں۔ حضرت شیر ربانی فرماتے ہیں:

" دین اور دنیا کوئی الگ چیز نہیں ہیں۔ نماز، روزہ اگر لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کیا جائے تو وہ دنیا ہے اور اگر مویشیوں کی خاطر تواضع محض خدا کے واسطے کرے اور دل میں خیال ہو کہ اللہ کریم نے ان کو میرا مطیع بنایا ہے۔ میں ان کی تواضع کروں۔ یہ مجھے کام دیتے ہیں تو ان کو پانی پلانا چارہ ڈالنا بھی دین ہے۔" (23)

اسلام نہ صرف انسانوں کے ساتھ بلکہ دیگر مخلوقات جن میں جانور بھی شامل ہیں کے ساتھ نرمی اور آسانی کا معاملہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ خود بھی جانوروں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتے اور دوسروں کو بھی اس بات کی نصیحت کرتے۔ بے شمار احادیث ایسی ملتی ہیں جن میں جانوروں کو تکلیف نہ دینے اور ان کی تواضع کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بینما کلب یطیف برکیۃ قدکا دیقتلہ العطش اذراتہ بغی من بغایا بنی اسرائیل فنزعت موقھا فاستقت لہ بہ فسقتہ فغفر لھا بہ (24)

[21] . Hassan Ali , Hayaat e javed, Noshahi publishers, sheikhupura, 1979,P.171

[22] . Bukhari, Muhammad Bin Ismael, Sahih Bukhari, Kitaab Aladb, Baab Mann Kaan yoman Billah. .., Raqam Al-Hadith 6018, Maktaba Darussalam, Riaz , 1419 H

[23] . Hassan Ali , Hayaat e javed, P.174

[24] . Bukhari, Muhammad Bin Ismael, Sahih Bukhari, Kitaab Ambia Ahadees, Baab alghaar, Jild 1, Raqam Al-Hadith 3467

"ایک کتا کسی کنوئیں کے گرد گھوم رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ پیاس سے مر جائے گا اچانک اسے بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے دیکھ لیا اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی گئی۔"

عورت کے بدکار ہونے کے باوجود محض ایک کتے سے حسن سلوک کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔ حضرت شیر ربانی اپنے ملفوظ میں اسی بات کی تلقین کرتے ہیں کہ مویشیوں کی خدمت اور ان پر احسان اس غرض سے کرنا کہ یہ اللہ کی مخلوق اور اللہ نے اسے میرے تابع کیا ہے تاکہ میں اس سے فائدہ حاصل کر سکوں تو یہ احسان اللہ کے ہاں مقبول ہو کر ثواب کا باعث بنتا ہے اور اس عمل کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کی بھی اصلاح ہوتی ہے جو انسانوں یا مویشیوں پر ظلم کرتے ہیں ان کو مارتے پیٹتے یا بھوکا پیاسا رکھتے ہیں ۔ مویشیوں کے ساتھ اختیار کیے گئے مثبت رویے سے سماج میں اچھائی کو فروغ ملتا ہے۔

- **عورتوں کے میلوں میں جانے کی ممانعت:**

خواتین عموماً ایسے میلوں اور عرسوں میں بلاوجہ شرکت کرتی ہیں جہاں بہت سے مفاسد پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے حضرت خواجہ بارو علیہ السلام نے ایسی جگہوں میں جانے سے عورتوں کو سختی سے منع کیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ملفوظ ہے:

" عورتوں کو بلا ضرورت شہروں و بازاروں اور خصوصاً میلوں وغیرہ پر جانے سے روکا جائے۔ عورتوں کے لیے پردہ بہترین محافظ ہے اور ان کا لباس اتنا موٹا ہو جس سے جسم نظر نہ آئے۔ مرد کو باغیرت ہونا چاہیئے نگاہ مصطفیٰ ﷺ غیور کو پسند کرتی ہے۔"(25)

موجودہ دور میں معاشرہ اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں ۔ اصلاح سماج کے لیے ضروری ہے کہ عورتیں بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں اور قرآن میں بھی عورتوں کو گھروں میں رہنے کا اور ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے لباس اور پردے کا خاص خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور مغربی طرز لباس اختیار کرنے سے معاشرے میں برائی اور بے حیائی پھیلتی ہے۔ اسلام صرف عورتوں کو ہی پردے کا حکم نہیں دیتا بلکہ مردوں کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ بزرگان دین بھی قرآن و حدیث کے اس حکم کو عام کرنے کے لیے اپنے کردار اور ملفوظات کے ذریعے لوگوں اور سماج کی اصلاح کے لیے کوشاں رہے ہیں تاکہ برائی اور بے حیائی کو پھیلنے سے روکا جائے اور ایک پاکیزہ معاشرے کا قیام عمل میں آئے۔

- **مہمان نوازی:**

مہمان کی تواضع کرنے اور کشادہ دلی سے اس کے کھانے پینے کا اہتمام کرنے کے متعلق سید جماعت علی شاہ لاثانی کا ملفوظ ہے:

"مہمان خواہ ایک روٹی ہی کھائے مگر اس کے آگے بہت سی روٹیاں رکھنی چاہیے۔ کیونکہ جتنی زیادہ رکھو گے اتنا ہی ثواب ہو گا۔"(26)

مہمان نوازی بہت اعلیٰ صفت اور اسلام میں اس کو بہت اہمیت دی گئی ہے ۔ دوسروں کو کھانے پر مدعو کرنا اور ان کی اچھی طرح سے تواضع کرنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ رنجش اور عداوت ختم ہوتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

خیر کم من اطعم الطعام ورد السلام (27)

" تم میں سے سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔"

---

25 . Muhammad hassan, barvi, Fuzat barvia, P.231
26 . Muhammad Hussain Asee, Anwaar lasani, P.241
27 . Abbu Abdullah, Ahmed Bin Hanbal , Raqam Al-Hadith : 23926, alrisala, Bairout, Lebanon , 1421

رشتہ داروں کی دعوت کرنا اور ان کی مہمان نوازی کرنا صلہ رحمی میں شمار ہوتا ہے جبکہ دوسرے لوگ جو رشتے دار نہ ہوں ان کی ضیافت اور مہمان نوازی احسان و سلوک ہے اور یہ ایک مسنون عمل ہے۔ کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورت ہے سماج کا ہر فرد اس کا محتاج ہے اور اس کے بغیر جینا مشکل ہے اور جیسے بغیر عبادت و ریاضت کا تصور ہو سکتا ہے اور نہ ہی دینوی معاملات جاری رہ سکتے ہیں اس لیے محروم لوگوں کی ضروریات پوری کرنا خدمتِ سماج کے ساتھ ساتھ عبادت بھی ہے۔

- **حسن اخلاق:**

خوش خلقی ایسا وصف ہے جسے ہر کوئی پسند کرتا ہے جبکہ بد اخلاق انسان معاشرے میں تلخی اور بد مزگی کا ماحول پیدا کرتا ہے اس لیے دوسروں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کے متعلق حضرت غلام نبی للہی فرماتے ہیں:

"خواہ دوست ہو یا دشمن اخلاق سے ملنا چاہیئے۔"(28)

انسان فطری طور پر معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے۔ اسلام ان تمام قوانین اور اصولوں کی وضاحت کرتا ہے جو معاشرے کی فلاح و اصلاح کے لیے ضروری ہیں انہی میں سے ایک اصول دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا ہے۔ اس کی تاکید قرآن و احادیث میں کی گئی ہے اور اس اخلاق حسنہ کا مظاہرہ صرف اپنوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیروں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے تاکہ خوشگوار معاشرے کی تشکیل ہو کیونکہ ایک دوسرے سے خندہ پیشانی سے ملنے سے فکری تھکاوٹ اور پرگندگی ختم ہو کر طبیعت میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

- **محاسبہ ذات:**

اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کے متعلق حضرت خواجہ معصومؒ فرماتے ہیں:

"انگشت نمائی نہ کرو، اپنی فکر کرو، وقت ملے تو اپنا محاسبہ کرو۔"(29)

لوگوں کی اصلاح اور سماج میں پیار و محبت کو برقرار رکھنے کے لیے موصوف یہ نصیحت کرتے ہیں کہ دوسروں پر ان کی برائیوں کی وجہ سے انگلی نہ اٹھائی جائے دوسروں کی تحقیر کے لیے ان کی خامیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش نہ کیا جائے بلکہ اپنی اصلاح کی فکر کی جائے۔ اپنی ذات پر غور و فکر کر کے اپنا محاسبہ کیا جائے۔ اپنی برائیوں کو ختم کر کے اچھائیوں کو فروغ دے کر دوسروں کی بھی اچھے طریقے سے اصلاح کی جائے۔ اپنا محاسبہ انسان کو دوسروں کے عیوب سے روکتا ہے اور محاسبہ ذات سے خود کی اصلاح کا عمل جاری رہتا ہے جس سے اصلاح ذات کے ذریعے اصلاح سماج کا سامان ہوتا ہے۔

- **ایثار و قربانی کا جذبہ:**

اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کر کے دوسروں کو نفع پہنچانے کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا ملفوظ ہے:

"قربانی کی توقع نہ رکھو، قربانی کا جذبہ پیدا کرو۔"(30)

28 . Ghulam Nabi, lilhi, Malfoozat Aala Hazrat lilhi, Zavia Pblishrz, Lahore , 2013, P.114
29 . Muhammad Owais,Masoomi, Qayyum Zaman , P.267
30 .Ibid, P.267

ایثار و قربانی دینے والے افراد کو معاشرے میں معزز سمجھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں کو اجر عظیم عطاء کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن سے جذبہ قربانی کا اظہار ہوتا ہے اور صحابہ کرام کی اس صفت کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (31)

"اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔"

مواخات مدینہ کے موقع پر جس طرح سے انصار نے مہاجرین کے لیے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہمارے معاشرے میں ہر شخص دوسرے سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اس کے لیے قربانی دے لیکن خود ایثار و قربانی سے گریز کرتا ہے جس سے سماج میں خود غرضی اور مفاد پرستی پنپتی ہے اور یک طرفہ میں سماج کی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ فساد کو فروغ ملتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین نے اس جذبے کو فروغ دینے میں فکر و عملی جدوجہد کی ہے۔

- **ایذارسانی سے گریز**

دوسروں کو اذیت و تکلیف پہنچانے کی مذمت کرتے ہوئے حضرت خواجہ معصومؒ کا یہ ملفوظ بہت دوررس اثرات کا حامل ہے۔

"سب سے اچھا خلق وہ ہے کہ تیرے ہاتھوں مخلوق کو تکلیف نہ پہنچے۔"(32)

اللہ سے محبت کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق سے محبت کرنا اور ان کو نفع پہنچانا بھی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے اور مخلوق سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (33)

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔"

بزرگان دین بھی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے دوسروں پر ظلم کرنے، کسی کا حق سلب کرنے، اپنے فعل یا رویہ سے کسی کی دل آزاری اور تحقیر کرنے سے منع کرتے ہیں تا کہ مخلوق خدا کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اور سماج میں امن قائم رہے۔

- **اصلاح معاملات کا طریقہ:**

ایک جگہ اور ایک معاشرے میں رہتے ہوئے لوگوں کو باہمی تنازعات اور مختلف قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان مسائل کو آپس میں حل کرنے کے متعلق حضرت اللہ بخش فرماتے ہیں:

"اے صوفی صاحب آپ حضرات کے اوپر شیطان کا حملہ معاملات کی صورت میں ہوگا۔ اس لیے معاملات میں صفائی کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کسی کا معاملہ درپیش ہو تو حکومت کی طرف رجوع نہ کریں کسی زمیندار کے در پر بھی جا کر دھکے نہ کھائیں وہ تمہارے خیر خواہ

---

31 . Al-Hashar 59 : 9

32 . Muhammad Owais,Masoomi, Qayyum Zaman , P.268

33 . Bukhari, Muhammad Bin Ismael, Kitaab Al-iman, Baab Muslim Mann Muslim Almslmon. .. ., Raqam Al-Hadith 10, Maktaba Darussalam, Riaz , 1419 H

ہمدرد نہیں ہوتے اس سلسلے میں چاہیے کہ فقراء تنظیم اور کمیٹیاں تشکیل دیں اور وہی معاملات کا حل کریں۔ان کے فیصلے میں ہی بہتری ہو گی۔"(34)

صوفیہ کرام کے نزدیک معاملات کی درستگی کے لیے انصاف سے کام لینا بہت ضروری ہے تاکہ معاشرے سے لڑائی جھگڑے، قتل وغارت گری یا دوسرے مسائل کو شریعت کے مطابق حل کر کے سماج میں امن و امان قائم کیا جا سکے۔چونکہ عموماً حکومتیں اور وڈیرے غرباء کی طرف توجہ نہیں دیتے اور اس طرح مفاد پرستی اور ناانصافی کی بنیاد پر کیے جانے والے فیصلوں سے سماج میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔اس لیے موصوف نے اس کا حل یہ دیا ہے کہ غرباء اپنی مدد آپ کے تحت کام کریں اور اپنے مسائل باہمی تعاون سے حل کریں۔

- **رشوت سے بچنے کی ترغیب:**

رشوت کی مذمت کرتے ہوئے حضرت اللہ بخش (سوہنا سائیں) کا ملفوظ ہے۔

"آج کل دو چیزیں کنٹرول سے آگے جا چکی ہیں ایک رشوت دوم علماء کا باہمی اختلاف، حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی نے فوج میں تبلیغ کی بڑی حد تک اثر انداز ہوئے لیکن یہ کرسی کی سیاست نہ تھی۔اصلاح امت کے لیے میدان میں آئے تھے۔"(35)

صوفیہ کرام امت کی اصلاح کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور یہ کوشش بغیر کسی ذاتی مفاد کے تھی۔آج جبکہ سماج میں مختلف برائیاں جنم لے چکی ہیں۔ان کا خاتمہ بھی بزرگان دین کے نقش قدم پر چل کر ہی ممکن ہے۔سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے علماء کا باہمی اتحاد بہت ضروری ہے۔کیونکہ علماء ہی اصلاح امت کے منصب پر فائز ہیں اگر ان میں اختلاف ہو گا تو امت کی اصلاح کا کام رک جائے گا۔خواجہ موصوف نے اپنے دور میں رشوت کو کنٹرول سے باہر محسوس کیا اور امر حقیقی بھی یہی ہے لیکن اس کا خاتمہ ضروری ہے ورنہ اس سے بے شمار سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

3 خلاصہ بحث

صوفی بزرگان دین لوگوں کی روحانی تربیت کرتے رہے ہیں۔ان کے ارشادات و تصریحات سالکین کی باطنی تربیت اور قلبی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہیں۔ان بزرگان دین نے سلوک کی منازل طے کروانے کے لیے صرف مراقبے اور عبادات ہی پر زور نہیں دیا بلکہ لوگوں کا تزکیہ نفس کرتے ہوئے ان کی اس طرح سے بھی تربیت کی ہے کہ وہ معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے جیسے لوگوں کے حقوق ادا کریں۔ان کے دکھ درد میں شریک ہوں اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق حسنہ اختیار کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کریں۔اپنے حقوق و فرائض کو سمجھتے ہوئے ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

سماج کی اصلاح کے لیے نقشبندی صوفیہ نے اپنے ملفوظات میں غرور و تکبر سے بچنے، عجز وانکساری، رزق حلال، قناعت پسندی، امانت داری، سچائی اور معاملات کی درستگی جیسے اوصاف سے متصف ہونے کی تلقین کی ہے تاکہ سماج میں سے برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔سماج کی فلاح و اصلاح کے لیے لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی تربیت کرتے ہوئے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتے تاکہ اچھائی کو فروغ

34 . Habib Al Rehman Gabool, Seerat Walii Kaamil, Idaara almarfat, Dargaah Allah Abad Shareef, kandaro, Sindh , P.413
35 .Ibid, P.415

ملے۔ صوفیہ نے خود شریعت پر عمل کرتے ہوئے عبادات و معاملات کو درست رکھا اور دوسروں کو بھی اس کا درس دیا۔ عصر حاضر میں صوفی بزرگان دین کے ملفوظات کی روشنی میں ایک صاف ستھرے اور پاکیزہ سماج کے قیام کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

4 نتائج

1. نقشبندی صوفیہ نے فرقہ واریت جیسے سماجی ناسور کو ختم کرنے کے لیے اپنے ملفوظات کے ذریعے عوام کو اس سے دور رہنے کی ترغیب دی اور اتحاد کا درس دیا۔
2. اصلاح سماج و معاشرت کے لیے معاشرتی برائیوں کے خاتمے کے لیے کوششیں کیں۔
3. حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیا۔
4. نقشبندی صوفیہ نے محاسبہ ذات کی تلقین کی تاکہ خود کی اصلاح کے ذریعے سماج کی اصلاح ہو سکے۔
5. لحاظ، مروت اور رشتوں کی پاسداری کا حکم دیا۔
6. مغربی تہذیب کے اثرات سے بچنے اور منفی رویوں کی اصلاح کے لیے نقشبندی صوفیہ نے کام کیا۔
7. نقشبندی صوفیہ نے خدمت خلق، تربیت خلق اور اصلاح خلق میں اپنا وقت گزارہ اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔
8. صرف عبادت کا حکم نہیں دیا بلکہ سماج کی اصلاح کے لیے لوگوں کی تربیت بھی کی۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)